www.KitaboSunnat.com

سوڈان

سوڈان رقبہ کے لحاظ سے اسلامی دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے اور اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ زرعی ترقی کے وسیع امکانات ہیں۔ سوڈان میں اسلامی قوتیں کافی طاقتور ہیں۔ صادق المھدی کے الانصار اور سید میر غنی سوڈانی کی مذہبی "جماعت الختیہ" دو بڑے مذہبی گروہ ہیں، جو اسلامی نظام کے علمبردار ہیں۔ سید مرغنی ایک زمانے میں مصر اور سوڈان کے ادغام کے پرزور حامی تھے اور سابق اشعتہ پارٹی کے پشت پناہ تھے۔ لیکن ناصر کی پالیسیوں نے ان کو اتحاد کا مخالف بنادیا۔

سوڈان میں اگرچہ اسلام کو شعوری طور پر سمجھنے والوں کی تعداد کا تناسب پاکستان سے بھی کم ہے۔ لیکن جذباتی لگاؤ کے لحاظ سے سوڈانی بڑے مذہب پرست اور روایت کے پابند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوڈان کی عام آبادی پر سیاسی پارٹیوں کی بہ نسبت مذہبی حلقوں کا اثر ہے۔ سوڈانی سلمان (باشندے چند) یا تو مہدی خاندان کے سلسلہ انصار سے وابستہ ہیں یا اطہر غنی کے حلقہ "الختمیہ" سے منسلک ہیں۔ سوڈان میں اخوان المسلمون نے 1930 میں ہی اخوان کو منظم کرنا شروع کردیا تھا۔ "اسلامک لبریشن موومنٹ" کے نام سے طلبہ تنظیم قائم ہوئی جو اخوان کا مضبوط بازو ثابت ہوئی۔ 1948 میں طلبہ تنظیم نے سوشلزم اور تیونسیوں کو شکست دے کر گارڈن، میڈیکل کالج (بعد از خرطوم یونیورسٹی) کے انتخابات واضح اکثریت سے جیت لیے۔ جلد ہی اخوان نے اسلامی جماعتوں کے ساتھ ڈھیلا ڈھالا اتحاد بنانے میں کامیابی حاصل کرلی اور اس بات پر متفق کرلیا کہ 1956 میں متوقع آزادی کے بعد آئین اسلامی اصولوں پر مبنی ہوگا۔ اس اتحاد کا نام اسلامی دستور تھا۔ سوڈان کی ایک بڑی جماعت "المھدی کی نیشنل یونینسٹ پارٹی" بھی اس کی ممبر تھی لیکن ملک کی آزادی کے بعد اخوان کی سرگرمیوں پر نظر ڈالیں تو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ سیاسی حکمت عملی کے طور پر سوڈان کے اخوان نے شروع سے ہی دوسری جماعتوں کے ساتھ وسیع تر سیاسی اتحاد اور اسلامی دستور کے لیے جدوجہد کا راستہ اختیار کیا۔[۴۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔حسن ترابی اوراخوان المسلمون

ڈاکٹرحسن عبداللہ ترابی 1923ء میں پیدا ہوئے۔سوڈان کے معروف ''مصلح مہدی'' سوڈانی کے نواسے ہیں۔ان کے والد شیخ عبداللہ ترابی فقہ کے ممتاز عالم اورصوبے کی سب سے بڑی عدالت کے جج تھے۔ابتدائی تعلیم کے بعد انھوں نے خرطوم یونیورسٹی کے شعبہ قانون میں داخلہ لے لیا۔وہیں وہ اخوان المسلمون کی طلبہ تحریک اسلامی لبریشن موومنٹ کے ذریعے شیخ حسن البنا اور سید قطب کی دعوت سے روشناس ہوئے۔1954 میں وہ اس تنظیم کی یونیورسٹی برانچ کے سربراہ بھی بن گئے۔

1962 میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور وطن واپس لوٹے اور مختلف مقامات پر تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے اور اخوان کے اندر بھی سرگرم عمل رہے۔سوڈان میں جعفرنمیری کے انقلاب کے بعد اسلامی نظام کی کوشش ہوئیں تو ڈاکٹر ترابی نے اس میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

اخوان سے سیاسی تعمیر اوراسلامی تعلیمات کی تعبیر نو کے بارے میں اختلافات پیدا ہوئے تو علیحدگی اختیار کرلی اوراپنی الگ جماعت ''نیشنل اسلامک فرنٹ'' کے نام سے 1980 میں قائم کرلی۔1989 میں کرنل عمرحسن البشیر نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔اورڈاکٹر ترابی نے اسلامائزیشن کے نقطہ نظر سے حکومت کا ساتھ دیا اور یہ ساتھ اب تک جاری ہے۔

حسن ترابی نے دستور ساز کمیٹی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے جو تجاویز پیش کیں،ان سے ان کی مستقبل کی حکمت عملی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر ترابی نے مجلس کے سامنے یہ بنیادی سوال رکھا کہ آیا اخوان کو ایک پریشر گروپ کے طور پر کام کرنا ہے یا سیاسی جماعت کے طور پر جمہوری ذرائع اختیار کر کے تحریک کو عوام تک اور بعد میں اقتدار تک پہنچانا ہے۔ان کے خیال میں تحریک کو پارٹی کی حیثیت کی بجائے برطانیہ کی طرز پر فکری پریشر گروپ کی حیثیت اختیار کرنی چاہیے۔دانشوروں کا یہ گروپ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں اور مذہبی گروہوں میں اثر ونفوذ پیدا کرے۔تحریک کے لیے جو منصوبہ تیار ہوا وہ دو سال کا ہو،اس کے بعد نیا منصوبہ بنایا جائے ایک تجویز یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کی کہ مصر کے اخوان کے طرز پر ممبر سازی اور تحریک میں شمولیت کی شرائط ختم کر دی جائیں یا بہت نرم کر دی جائیں۔ اس کے علاوہ تنظیمی اجلاسوں فیصلوں اور کارکردگی کی رپورٹوں کے بارے میں شدید اخفا کی پالیسی ترک کی کر دی جائے۔

سیاسی جدوجہد کے لیے انھوں نے اخوان کی ماضی کی سیاسی حکمت عملی کے مطابق اسلامک چارٹر فرنٹ کے نام سے دیگر جماعتوں کا اتحاد بنانے کی کوشش کی اور 1964 میں مجلس نے قبول کر لی اور اُن کو فرنٹ کا سیکرٹری جنرل بنا دیا گیا مگر اس مرحلے پر آپ کے اخوان کے سربراہ الرشید الطاہر کی نئی پالیسیوں کے سبب اخوان سے علیحدہ ہو گئے۔۵۰

۲۔ نیشنل اسلام فرنٹ کی تشکیل

ڈاکٹر ترابی جو تنظیم بنانا چاہتے تھے اور "وسعت " کے جس پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہتے تھے ان کا موقع ان کو 1985ء میں مل گیا۔ انتخابات کے لیے انھوں نے اسلامی فرنٹ (NIF) کی تشکیل کی اور اس کی ممبر شپ ہر سوڈانی کے لیے کھول دی۔ اور اپریل 1986ء کے قومی انتخابات میں فرنٹ نے 236 سیٹوں پر مقابلہ کر کے 51 سیٹیں حاصل کر لیں۔ انتخابات میں امہ پارٹی نے اول اور دوم پوزیشن ڈیموکریٹک پارٹی نے حاصل کی۔ اسلامی قانون کے نفاذ کے وعدے پر فرنٹ نے امہ پارٹی کے ساتھ تعاون کیا اور حکومت بنا لی 1989ء میں بریگیڈیئر حسن عمر البشیر نے فوجی انقلاب برپا کیا۔ حسن البشیر کو اخوان المسلمون کی حمایت حاصل تھی اور وہ بڑی حد تک اخوان کے فکر سے متفق تھے اس لیے جب انھوں نے فرنٹ سے تعاون کی اپیل کی اور اسلامائزیشن کے ہر پروگرام پر عملدرآمد کیا تو فرنٹ نے ان کی تائید کی اور تعاون کا فیصلہ کیا۔

ڈاکٹر حسن ترابی نے فرنٹ کے ذریعے روایتی طریق کار میں کئی تبدیلیاں کیں۔ انھوں نے تحریک کے اندر جمہوری طریقوں کو رواج دیا۔ تنظیمی فیصلوں کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کی گئی۔ فیصلہ سازی کے لیے دو ادارے قائم کیے گئے۔ سیاسی مسائل سے نپٹنا، پولٹ بیورو کا کام تھا۔ ممبر سازی، مالیات، تنظیم اور ملحقہ امور ایڈمنسٹر نیو بیورو کے حوالے تھے۔ اجلاس عام اجلاس شوری مرکزی انتظامیہ اور سیکرٹری جنرل کے چار ادارے تشکیل دیے گئے۔ ان اجلاس کے بعد شوریٰ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ تر ادارہ بنایا گیا۔

عوام الناس کے تعلیم و تربیت، خدمت خلق کے منصوبوں اور طب وصحت کے میدانوں میں تنظیم نے تیزی سے آگے بڑھنے کی راہیں تلاش کیں۔فرنٹ نے جنوبی سوڈان کے لوگوں کے مسائل پر ہمدردانہ غور کیا۔مسیحی مبلغین اور امدادی اداروں کی یلغار روکنے کے لیے "ایسوی ایشن آف ساؤتھ مسلمز" بنائی گئی۔غیر مسلموں سے تعاون بھی لیا گیا تاکہ وہ مملکت کے استحکام کے لیے کام کریں۔شروع میں دو ہزار مستقل ممبران جبکہ اکثر پچالیس ہزار غیر مستقل ممبران تھے۔ ڈاکٹر ترابی نے ہدف طے کیا کہ دو سال کے اندر اندر اس تعداد کو دس گنا کرنا ہے اور اس میں وہ کامیاب ہوئے۔

۳۔ڈاکٹر ترابی کے افکار

ڈاکٹر ترابی کی باقاعدہ دو تصانیف ہیں:

1- الحرکۃ الاسلامیہ فی السوڈان التطور والکسب والمنھج

2- الصلوۃ عماد الدین

اخوان اور فرنٹ کے نظریات پر انھی کے افکار کی چھاپ ہے۔

تجدید و احیائے دین کے بارے میں ان کی رائے میں اسلام کی تعلیمات پر انقلابی انداز سے غور و فکر کیا جانا چاہیے۔ماضی کے اہل علم کی آرا قابل احترام ہیں مگر ان پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔تجدید مذہب سے مراد بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کو سمجھ کر مسائل کا حل تلاش کرنے کا نام ہے۔

روایتی اسلامی قانون اور فقہ میں تغیرات کی ضرورت ہے۔ نئے اصول وضوابط کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھول دیا جائے۔اسلام کے اصولوں اور تعلیمات پر کھلے عام بحث ہو۔چند امور کو چھوڑ کر ہر مسئلے پر اجتہاد کیا جاسکتا ہے۔اسلامی نظام، جمہوریت سے ملتا جلتا ہوسکتا ہے۔عالمی مروج نظاموں میں جو چیز دین سے نہ ٹکراتی ہو اس کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔اسلامی قوانین میں خصوصاً حدود کا نفاذ اس صورت میں ہو کہ سب معاشرے میں اسلام کے دیگر قوانین پہلے نافذ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکے ہوں۔ انتشار و افتراق سے بچا جائے۔ ماضی کے مسلمانوں کو Super man سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس خیال کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ آج کے عامی مسلمان کو سامنے رکھ کر ان کو جدو جہد میں شریک کیا جائے۔

خواتین کے کردار کے حوالے سے کہتے ہیں کہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے خواتین کو معاشرتی زندگی میں شریک کیا جائے۔ محض عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کے خطرات کو سامنے رکھتے ہوئے انھیں عوامی اور مجلسی زندگی سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ عورتوں کو معاشرتی زندگی سے الگ تھلگ رہ کر وہ نسل نو کی تعلیم و تربیت کیسے کریں گی۔ معاشی دباد نے انھیں ملازمتوں پر مجبور کیا ہے اگر عورتوں کو ہم ان کے معاشرتی حقوق نہ دیں گے تو مغرب کے غلط ہاتھوں میں دھکیل دیں گے۔ آرٹ فلم تھیٹر کے بارے میں فرماتے ہیں آرٹ، فلم، تھیٹر کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت اور اسلامی نظام کی ترویج کے لیے استعمال کیا جائے۔ جہاد کی روح کو عام کرنے کے لیے شاعری، مصوری کے علاوہ دیگر ذرائع کو استعمال کیا جائے۔ آرٹ اور اس کے مظاہر میں مغربی اخلاقی کی برتری اور بالادستی ختم کردی جائے۔[۵۱]

۴۔ انٹرنیشنل مسلم آرڈر

مسلمان ریاستیں دوسری ریاستوں کے ساتھ تعاون کریں۔ انصاف، مساوات اور امن باہم کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے اپنے عالمی ادارے ایجنسیاں اور تنظیمیں ہوں۔ موجودہ عالمی اداروں کی جگہ مسلمانوں کے عالمی ادارے لے سکتے ہیں۔ غیر مسلموں سے اسلامی ممالک حسن سلوک کریں کیونکہ ساری دنیا کی نگاہیں ان پر لگی ہوئی ہیں۔ سربراہ مملکت کے علاوہ باقی سب عہدوں پر غیر مسلم اقلیت کے لوگ لیے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ترابی کے خیالات کو عبدالوہاب آفندی نے اس طرح بیان کیا ہے:

''ڈاکٹر حسن ترابی نے جماعت اور اخوان المسلمون کے Idealism سے باہر نکل کر ایسا انقلابی اور طاقتور گروہ تیار کیا جو اسلام کی وکالت کر سکے۔ انھوں نے فنڈامینٹلسٹ اور ریفارمسٹ کی تفریق کو ناپسند کیا اور ان دونوں کی خصوصیات کو جمع کرنے کا راستہ اختیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔"

ترابی، جدت اور قدامت، عملیت نظریات، عقیدے اور تخمینے کا مجموعہ ہیں۔ کبھی ترابی عمل کی انتہائی ضرورت کو دھکیلتے ہیں اور پھر اس کا جواز تلاش کرتے ہیں۔۵۲؎

۵۔ اور اب سوڈان

14 جولائی کو عالمی عدالت برائے جنگی جرائم (International Criminal Court) نے سوڈان کے منتخب صدر عمر حسن البشیر پر جنگی جرائم میں ملوث ہونے کا الزام لگاتے ہوئے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔

خرطوم میں اس عالمی جرم کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور مرکزی بینر تھا۔ "You are joking okambo" "اوکامبو! تم شاید مذاق کر رہے ہو؟" اس عدالت کے اٹارنی جنرل نے صدر عمر البشیر پر فرد جرم عائد کرتے ہوئے کہا ہے: سوڈان کے مغربی صوبے دارفور میں بڑے پیمانے پر ہونے والے قتل عام کی ذمہ داری سوڈانی حکومت اور اس کے نظام پر عائد ہوتی ہے۔ مگر سوڈانی صدر نے کہا کہ گروہ کسی جرم میں ملوث ہیں تو اس کے ثبوت پیش کیے جائیں، صدر نے نہ صرف مطلوبہ افراد کو پیش کرنے سے انکار کیا بلکہ خود ان کا پورا حکومتی نظام اس قتل میں ملوث ہے اس لیے ان کے ہدف وارنٹ جاری کیے جائیں۔

جبکہ سوڈان کی عدالت اور عوام خود مطالبہ کر رہے ہیں کہ دارفور میں برسر پیکار مسلح عناصر پڑوسی ملک چاڈ اور ایتھوپیا میں بیٹھے ہیں انھیں لایا جائے اور اگر کوئی حکومتی ذمہ دار ہے تو اس کے ثبوت لائے جائیں، انصاف ہوگا اور خود سوڈان اپنے افراد کسی کے حوالے نہیں کرے گا۔ سوڈان کی اس پیش کش کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ عالمی عدالت کے اس احمقانہ اقدام کے اوپر اکثر مسلم ممالک اپنی تشویش اور احتجاج کا اظہار کر چکے ہیں۔ سعودی فرمارواں شاہ عبداللہ نے سوڈانی صدر سے فون پر بات کرتے ہوئے ان سے اپنی کامل یک جہتی کا اظہار کیا۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ دارفور کی اکثریتی آبادی جو چرواہے ہیں، جنوبی سوڈان میں مئی ۱۹۸۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے علیحدگی کی تحریک عروج پر پہنچ چکی تھی جس کی مدد امریکا اور صیہونی ریاست سمیت ہر عالمی طاقت کر رہی ہے تا کہ سوڈان کے حصے بخرے ہو جائیں اور اسے مسلم عیسائی جنگ کا رنگ دیا جائے۔

ہفت روزہ المجتمع نے ایک مفصل رپورٹ 15 اپریل 2008ء میں شائع کی ہے۔ جس میں افراد تنظیموں اور مقامات کے ناموں، اعداد و شمار اور دستاویزات کی مدد سے واضح کیا ہے کہ کسی طرح صیہونی ریاست اس پورے بحران کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ سوڈانی حکومت نے اسرائیلی اسلحے کے نئے ذخائر پکڑے۔ گرفتار شدگان کا تعلق دارفور سے تھا مگر ان کے پاسپورٹ اسرائیلی تھے۔

امریکا کی کوشش یہ ہے کہ پابندیوں کے ذریعے اور تنازعات میں الجھا کر سوڈان کو تیل برآمد کرنے سے روکے۔ حقائق کو مسخ کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ عرب افریقیوں پر مظالم کر رہے ہیں۔ چراگاہوں اور پانی کے چشموں کی ملکیت پر شروع ہونے والے جھگڑے اس قدر پھیلائے جا رہے ہیں کہ صہیونی لابی نے دارفور کے مسئلے کو دنیا کا سب سے سنگین مسئلہ ثابت کرنے کے لیے موثر ابلاغیاتی، سفارتی مہم چلائی۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق صہیونی لابی نے صدر بش کو قائل کیا کہ وہ دارفور کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں اور اس بنیاد پر پابندیاں عائد کریں۔ (یکم جون ۲۰۰۷ء) مختلف این۔ جی اوز کے ذریعے ایک ہی دن میں واشنگٹن سمیت ۱۸ مختلف امریکی شہروں میں مظاہرے کروائے گئے۔ اس صہیونی نفوذ کی تفصیل طویل ہے۔ لیکن نتیجہ یہی ہے اور حقائق بہت مضبوط ہیں اور ہر طرف سے بہ یک زبان کہا جا رہا ہے کہ صدر عمر حسن البشیر کے لیے یہ آزمائش مزید عوامی تائید و حمایت کا موجب بنی ہے۔

انھوں نے آج پھر اعلان کیا ہے کہ:

''تم سوڈانی شہریوں کو سپرد کرنے کا مطالبہ کر رہے ہو۔ خدا کی قسم ہم اپنے کسی شہری کا ایک بال بھی تمھارے حوالے نہیں کریں گے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳ جولائی کو سوڈانی صدر نے دارفور میں ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کیا۔ الجزیرہ چینل پر تاحد نظر مردوں اور عورتوں کے سرہی سر تھے۔ جوش وخروش کا یک عالم تھا۔ نعرہ تکبیر اور حسن البشیر اور دارفور کے نعرے لگ رہے تھے۔

ایک عوامی مظاہرے میں شریک خواتین سوڈانی لہجے میں کورس کی صورت میں گا رہی تھیں۔

ایها الامیریکان لیکم تدربنا

بنور الله و نور الیمان لیکم تسلحنا

امریکیو! ہم نے تمھارے مقابلے کے لیے ہی فوجی تربیت حاصل کی ہے۔ ہم نے خود کو اللہ اور ایمان کے نور سے مسلح تم سے مقابلے کے لیے ہی کیا ہے۔۵۳

سوڈان کے بارے میں مغرب کے عزائم کوئی خفیہ راز نہیں رہے۔ دارفور کے مسئلے پر تمام عالمی اداروں کو حکومت سوڈان کے خلاف صف آرا کر دیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ نے ۲۰۰۴ء سے لے کر اب تک ۱۱ گیارہ قراردادیں منظور کر ڈالیں کہ حقوق انسانی کی صورت حال خراب ہے۔ سیکورٹی کونسل نے ۲۰۰۵ میں انھی قرارداد نمبر ۱۵۹۳ کے ذریعے یہ معاملہ عالمی عدالت جرائم میں بھیج دیا ۱۴ جولائی ۲۰۰۸ء کو اٹارنی جنرل ''اوکامبو'' نے یہ الزام لگاتے ہوئے کہا: سوڈانی باشندے وزیر انسانی امور احمد محمد ہارون اور جنجاوید ملیشیا کے سربراہ ''علی تشیب'' دارفور میں قتل عام کے ذمہ دار ہیں اور سوڈانی صدر انھیں ہمارے حوالے نہیں کر رہے۔ مطالبہ کیا کہ خود صدر کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کیے جائیں۔ ۲ مارچ کو عدالت نے خود صدر عمر البشیر ہی کو اس قتل عام کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے باقاعدہ وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ اب اوکامبو کا کہنا ہے کہ جیسے ہی سوڈانی صدر ملک سے باہر نکلے گا، انھیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ امریکا اور فرانس نے بھی اس بارے میں بڑھ چڑھ کر دھمکیاں دی ہیں۔

دارفور کے بارے میں سوڈان کے دوست اور دشمن سب جانتے ہیں کہ یہ کوئی عدالتی نہیں، سراسر سیاسی مسئلہ ہے اور اصل ہدف سوڈانی صدر نہیں، سوڈان کی ریاست ہے۔ جس عدالت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارنٹ جاری کیے گئے ہیں اس کی تشکیل کے وقت دو باتیں طے کی گئیں کہ عدالت تاریخ تشکیل کے پہلے کے واقعات اور وہ ممالک جو اس کی توثیق نہیں کرتے ،عدالت ان مقدموں کو نہیں سن سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حال ہی میں یہ زائد عراقی درخواست گزاروں اور غزہ کے قتل عام کے بارے میں پیش ہونے والی درخواستوں کو مسترد کر دیا گیا کیونکہ انھوں نے اس عدالت کو تسلیم نہیں کیا مگر سوڈان نے بھی اس عدالت کو تسلیم نہیں کیا۔۔۔۔(No Comments)اس پر کوئی تبصرہ نہیں۔

یہ ہے عالمی عدالت جس نے خود، دارفور جا کر حقائق وشواہد کا جائزہ لینا بھی ضروری نہیں سمجھا اور صرف N.GOsاور کچھ برسر پیکار عناصر کے گواہوں کے بیان پر یہ مقدمہ قائم کیا گیا۔

اس وارنٹ گرفتاری اور عالمی عدالت جرائم کے دائرہ کار اور طریقہ کار کے بارے میں مزید کئی قانونی واخلاقی پہلو بہت اہم ہیں۔ کیونکہ یہ ملک کا اپنا سیاسی مسئلہ ہے جس کو وہ سیاسی انداز میں حل کر رہی ہے۔اس لیے سوڈان کی طرف سے کوئی عدالت میں پیش نہیں ہوا۔

ہاں دارفور کی صورت حال کا سنجیدگی سے جائزہ لیتے ہوئے اصلاح احوال کی متعدد اہم کوششیں کی گئی ہیں۔اس ضمن میں اہم ترین کامیابی قطر کے دارلحکومت دوحہ میں حکومت سوڈان اور دارفور کے بعض نمایاں متحارب دھڑوں کے درمیان بین الاقوامی گارنٹی کے ساتھ طے پانے والا معاہدہ ہے۔ یہ مارچ کو وارنٹ گرفتاری آنے کے چار روز بعد ہی سوڈانی صدر شمالی دارفور کے دارلحکومت شر پہنچ گئے۔لاکھوں کی تعداد میں اہل دارفور نے ان کا استقبال کیا۔اگلے ہفتے وہ جنوبی دارفور کے شہر سبد و پہنچ گئے یہاں بھی ایسا ہی منظر تھا۔عمر البشیر نے ان اجتماعات میں عدالت اور اس کی پس پشت فوجوں کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ:" آپ کے وارنٹ کو میں جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں اور ان شاء اللہ اپنے عوام کے تعاون سے تعمیر وترقی کا سفر جاری رکھوں گا"۔ان اجتماعات میں اعلان کرتے ہوئے ایسی کئی عالمی تنظیموں کو سوڈان سے نکل جانے کا حکم دیا جو امدادی سرگرمیوں کی بجائے جاسوسی کے لیے آئی تھیں۔ان کے اس اعلان پر ہلری کلنٹن نے ہنگامہ برپا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ